اور یا پھر پنڈت تربھون ناتھ ہجر نے اودھ پنچ کے صفحات میں سعدی کے بعض اشعار کی تحریف لکھی تھی — لیکن ان کے بعد ایک لمبی مدت تک تحریف کے اس حربے سے فائدہ نہیں اٹھایا گیا — تاآنکہ دور جدید میں اس کی دوبارہ ضرورت محسوس ہوئی — دراصل تحریف کے لئے سب سے سازگار زمانہ وہ ہوتا ہے جب چاروں طرف "جذباتیت" کا دور دورہ ہو اور ہر شخص بے جانے بوجھے ایک سیل رواں میں بہتا ہوا دکھائی دے — ایسے موقعوں پر تحریف نگار "اصل" میں ایک معمولی سی لفظی تبدیلی پیدا کر کے ناظر کے جذباتی انہماک کو ختم کرنے

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۱۳۵) تھا مصحفی بہ مائل گریہ کہ پس از مرگ

تھی اس کی دھری چشم پہ تابوت میں انگلی

کو سید انشا نے جب مصحفی پر کیچڑ اچھالنے کے لئے وسیلہ بنایا اور کہا —

تھا مصحفی کانا جو چھپانے کو پس از مرگ رکھے ہوئے تھا آنکھ پہ تابوت میں انگلی

تو یہ مثال تحریف کا نمونہ نہیں تھی — البتہ غالب کی مشکل پسندی پر عبدالقادر رامپوری کا یہ شعر ایک حد تک تحریف کا نمونہ ضرور تھا اگرچہ ایک لحاظ سے یہ بھی صحیح تحریف نہیں تھی اور وہ اس طرح کہ اس میں غالب کے کسی خاص شعر کا حلیہ نہیں بگاڑا گیا تھا — شعر تھا :—

پہلے تو روغن گل بھینس کے انڈے سے نکال
پھر دوا جتنی ہو کل بھینس کے انڈے سے نکال

چنانچہ یہ بات وثوق کے ساتھ کہی جا سکتی ہے کہ اردو شاعری میں تحریف کو رواج دینے والے اکبر الہ آبادی اور رتن ناتھ سرشار ہی تھے —